Journal of Religion & Society (JR&S)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Observing the Etiquettes of Visiting the Blessed Court of the Prophet (PBUH): An Analytical Study of Contemporary Practices

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے آداب اور ہمارا رویہ ایک تحقیقی جائزہ

Qazi Raza Ahmed Qureshi
M. Phil Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, MY University, Islamabad, Pakistan
razahashmi90@gmail.com
Dr. Mohsin Zia Qazi
Head of Department, Institute of Islamic Studies and Sharia, MY University, Islamabad, Pakistan
hod.islamicstudies@myu.edu.pk

Abstract

The central focus of Islam's beliefs, intellectual framework, and ethical system is the person of the Prophet Muhammad ﷺ. The Prophet's ﷺ sacred personality is not merely a historical or spiritual figure; rather, it represents the practical manifestation of divine revelation, the exposition of Shariah, and the foundation of Islamic civilization. Accordingly, the Qur'an and Sunnah emphasize that one's relationship with the Prophet ﷺ must be governed by exceptional respect, reverence, and decorum. Attendance at the Prophet's ﷺ presence whether through the physical visitation of his sacred shrine or through spiritual engagement via remembrance, salutations, and adherence to his exemplary life is considered a profound blessing. However, the benefit and acceptance of such engagement are contingent upon observing the proper etiquette of the Prophet ﷺ. The significance of this etiquette is underscored by the Qur'anic injunctions that forbid raising one's voice, asserting precedence, or acting carelessly in the Prophet's ﷺ presence, linking such behaviour to a spiritual and moral risk for faith. Prophetic traditions (Ahadith), the practices of the Companions (Sahabah), jurisprudential scholarship, and the teachings of Sufi masters consistently affirm that respect for the Prophet ﷺ is not limited to outward gestures; it entails heartfelt reverence, thoughtful reflection, and practical adherence to his guidance. This etiquette is thus both a marker of faith, a prerequisite for the acceptance of deeds, and a foundation for spiritual development. In the contemporary era, as religious consciousness increasingly becomes limited to formal or emotional expressions, the concept of etiquette toward the Prophet ﷺ faces both practical and cognitive deviations. This paper critically examines the Qur'anic and Hadith-based dimensions of respect for the Prophet ﷺ and evaluates current Muslim practices, highlighting that the revival of proper prophetic etiquette is essential for intellectual balance, spiritual elevation, and the authentic realization of the essence of Islam.

Keywords: *Etiquette of the Prophet, Respect and Reverence, Islamic Ethics, Contemporary Muslim Practices.*

خلاصہ

اسلام کے عقائد، افکار اور اخلاقیاتی نظام کا مرکز و محور حضور نبی مکرم ﷺ کی ذات ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس محض ایک تاریخی یا روحانی شخصیت نہیں بلکہ وحیِ الٰہی کی عملی تعبیر، شریعت کی تشریح اور اسلامی تہذیب کی اساس ہے۔ اسی بنا پر قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق کو غیر معمولی ادب، تعظیم اور وقار سے مشروط قرار دیا ہے۔ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری خواہ وہ ظاہری صورت میں روضۂ اقدس کی زیارت ہو یا معنوی سطح پر ذکر، درود اور سیرتِ نبوی ﷺ سے وابستگی، ایک عظیم سعادت ہے، مگر اس کی قبولیت اور افادیت کا انحصار آدابِ رسالت ﷺ کی پاسداری پر ہے۔

ادبِ رسالت ﷺ کی اہمیت اس حقیقت سے واضح ہوتی ہے کہ قرآنِ کریم نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے، تقدّم رائے اختیار کرنے اور غیر محتاط طرزِ عمل کو ایمان کے لیے خطرہ قرار دیا ہے۔ احادیثِ نبویہ، طرزِ عملِ صحابہؓ، فقہائے امت اور صوفیائے کرام کی تعلیمات اس امر پر متفق ہیں کہ ادبِ رسول ﷺ محض ظاہری احترام کا نام نہیں بلکہ قلبی خشوع، فکر اور عملی اتباع کا مجموعہ ہے۔ یہ ادب ایمان کی علامت، اعمال کی قبولیت کی شرط اور روحانی ارتقا کی بنیاد ہے۔

عصرِ حاضر میں، جب مذہبی شعور بتدریج رسمی اور جذباتی اظہار تک محدود ہوتا جا رہا ہے، ادبِ رسالت ﷺ کا تصور بھی کئی عملی و فکری انحرافات کا شکار نظر آتا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ ادبِ رسالت ﷺ کے قرآن و حدیث کے فکری پہلوؤں کا تجزیہ کرتے ہوئے عصرِ حاضر میں مسلمانوں کے رویّوں کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے اور اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ ادبِ نبوی ﷺ کی بحالی ہی فکری توازن، روحانی بالیدگی اور دین کی اصل روح ہے۔

ادبِ رسالت ﷺ کا مفہوم اور اصطلاحی تعریف

ادبِ رسالت ﷺ سے مراد وہ آداب ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات گرامی کے لیے بجالانا ہر بندہ مومن کے لیے ضروری ہیں۔ ان آداب کے مطالعہ سے قبل ادب مفہوم حسبِ ذیل ہے۔

ادب کا لغوی مفہوم

لفظ ادب عربی زبان کا نہایت جامع اور ہمہ جہت لفظ ہے۔ لغوی طور پر اس کے بنیادی معانی ہر چیز کو نگاہ میں رکھنا، حفظِ مراتب، تہذیب، شائستگی، احترام وغیرہ شامل ہیں۔[1]

اصطلاحی مفہومِ ادبِ رسالت ﷺ

اسلامی اصطلاح میں ادبِ رسالت ﷺ سے مراد وہ ہمہ گیر طرزِ فکر اور طرزِ عمل ہے جو رسولِ اکرم ﷺ کی ذات، اوصاف، تعلیمات، سنت، ارشادات اور نسبت سے وابستہ ہر چیز کے ساتھ کامل تعظیم، قلبی انقیاد، فکری تسلیم اور عملی اتباع پر مشتمل ہو۔ امام قاضی عیاضؒ ادبِ رسالت ﷺ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فخر دو عالم ﷺ کے حقوق کا علم حاصل کرنا ایسی اطاعت ہے جس کا درجہ تمام حقوق سے زیادہ ہے تاکہ اہل کتاب کو بھی یقین کی دولت حاصل ہو۔ ان حقائق کو لوگوں کے سامنے واضح طور پر بیان کرنا چاہیے اور کتمانِ حق کو بالکل راہ نہ دی جائے۔[2]

1۔ مولوی فیروز الدین، **فیروز اللغات** (لاہور: فیروز سنز، ۲۰۱۰) ص ۷۷

2۔ قاضی عیاض مالکی، **کتاب الشفا** (لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۹۹۷) ۱:۳۱

اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حقوق اور آداب کا درجہ تمام مخلوقات کے حقوق و آداب سے بڑھ کر ہے اور ان آداب کی بجا آوری اعلانیہ کی جائے۔

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ نہ صرف مسلمانوں کے لیے ایک روحانی مرکز اور عقیدت کا مقام ہے بلکہ ایک ایسا مقدس محور ہے جو امتِ مسلمہ کے ایمان، محبتِ رسول ﷺ اور اخلاقی تربیت کی علامت ہے۔ قرآن وسنت نے بارگاہِ نبوی ﷺ کی عظمت کو اس انداز سے اجاگر کیا ہے کہ یہ صرف ایک عبادت گاہ یا مسجد نہیں بلکہ دلوں کی اصلاح، قلبی خشوع اور روحانی فیوض وبرکات کا سرچشمہ بھی ہے۔ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اور سلفِ صالحین بارگاہِ رسول ﷺ میں کس قدر ادب، عاجزی اور خشوع کے ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ کی عظمت اس حدیث مبارکہ سے بھی واضح ہوتی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ [3]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :میری مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے ،سوائے مسجد الحرام کے۔

بارگاہِ رسالت ﷺ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ مبارک اور منبر کے درمیان جگہ کو ریاض الجنۃ یعنی جنت کا باغ قرار دیا گیاہے:

عن عبد الله بن زيد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ”ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة۔ [4]

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ ملائکہ کے لیے مقدس مقام ہے، جہاں صبح وشام ہزاروں فرشتے باادب حاضری پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں بیان ہے:

عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، أَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ كَعْبٌ" :مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، حَتَّى يَحُفُّوا بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا أَمْسَوْا، عَرَجُوا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ، فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ، خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزِفُّونَهُ۔ [5]

نبیہ بن وھب سے مروی ہے کہ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چل نکلا تو سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہر دن ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور اپنے پروں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر

---

[3]۔ محمد بن یزید القزوینی، **سنن ابن ماجہ** (بیروت: دار الجیل، ۱۹۹۸)، رقم: 1404

[4]۔ امام مالک بن انس، **موطا امام مالک** (لاہور: ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، ۲۰۰۳) الرقم: 643

[5]۔ عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی، **سنن دارمي** (لاہور: اسلامی اکادمی، س ن)، ۱/ ۱۳۴، الرقم: 95

کو ڈھانپ لیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے رہتے ہیں، پھر جب شام ہو جاتی ہے تو وہ (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں اور انہیں کی طرح دوسرے فرشتے آتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں حتی کہ زمین شق ہو گی اور آپ ستر ہزار فرشتوں کو ہٹاتے ہوئے قبر سے نمودار ہوں گے۔

درج بالا روایات سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ انتہائی مقدس اور باادب بارگاہ ہے جہاں پر ملائکہ بھی باادب حاضری پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی ذات عالی شان پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

قرآن میں بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب

قرآنِ مجید نے نبی اکرم ﷺ کو محض ایک پیغمبر نہیں بلکہ کامل اسوہ حسنہ، رہبر اور مقتدا قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی نافرمانی کو اللہ کی نافرمانی کہا گیا۔ اس عظیم مقام کے پیشِ نظر قرآن مسلمانوں کو حضور ﷺ کے ساتھ خاص ادب واحترام کا پابند بناتا ہے۔ سورۃ الحجرات میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔[6]

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔

اس آیت میں ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ گفتگو میں اپنی آواز کو نبی محتشم ﷺ کی آواز سے بلند نہیں کرنا۔ یہ حکم اس بات کی دلیل ہے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں معمولی بے احتیاطی بھی سنگین نتائج کا سبب بن سکتی ہے۔ علما کے نزدیک یہ ادب حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی روضۂ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے ذکر کے وقت اسی طرح لازم ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

خلیفہ ابو جعفر نے مسجد نبوی میں حضرت امام مالک سے مناظرہ کیا۔ امام مالک نے انہیں فرمایا کہ اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا: تم اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور دوسری جماعت کی مدح فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ کہ بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ اور دوسری قوم کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ اور بے شک رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپ کا احترام اسی طرح لازم اور واجب ہے جیسے آپ کی ظاہری حیات میں تھا۔ یہ سن کر ابو جعفر خاموش ہو گیا۔[7]

مذکورہ بالا آیت میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں گفتگو کے دوران انتہائی ادب، احترام اور انکساری کا حکم دیا گیا ہے۔ علما کے نزدیک یہ حکم آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی اسی طرح باقی ہے۔ پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

پہلی آیت میں بھی یا ایھا الذین آمنوا سے خطاب ہو چکا تھا۔ یہاں خطاب کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اہل ایمان کو یا ایھا الذین آمنوا سے خطاب کیا۔ انہیں جھنجھوڑ کر بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، بلکہ اس پر زندگی بھر کی طاعتوں، نیکیوں اور حسنات کے مقبول و نامقبول ہونے کا انحصار ہے۔[8]

6۔ القرآن:۴۹/۲

7۔ قاضی عیاض مالکی، **کتاب الشفا** (بیروت: دار لکتب العلمیہ، سن) ۲:۱۳۱

8۔ پیر کرم شاہ الازہری، **تفسیر ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵)، ۴/۵۷۸

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب میں گفتگو کے دوران ادب، احترام اور انکساری کس حد تک ضروری ہے اور ان آداب کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے پر زندگی بھر کے اعمال غارت ہوسکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پست آواز رکھنے کے ضمن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے روضۂ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا، فرمایا: کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے، اور یہی آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ تلاوت کی۔[9]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ کے آداب کا کس قدر التزام فرماتے تھے۔ اسی آیت کے تحت صاحبِ تفسیر صراط الجنان لکھتے ہیں:

بارگاہِ رسالت ﷺ میں ایسی آواز بلند کرنا منع ہے جو آپ کی تعظیم وتوقیر کے برخلاف ہے اور بے ادبی کے زُمرے میں داخل ہے اور اگر اس سے بے ادبی اور توہین کی نیت ہو تو یہ کفر ہے، لہٰذا جنگ کے دوران یا اَشعار کی صورت میں کفار کی مذمت بیان کرنے کے دوران صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جو آوازیں بلند ہوئیں وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ یہ تعظیم وتوقیر کے خلاف نہ تھیں بلکہ بعض مقامات پر نبی کریم ﷺ کی اجازت سے تھیں، اسی طرح اذان کے وقت جو آواز بلند ہوئی وہ بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ اذان ہوتی ہی بلند آواز سے ہے۔[10]

یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہر لحظہ رسول کریم ﷺ کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے، آواز کا بلند ہونا بھی حضور اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق ہوتا ورنہ خاموشی اور پست آواز سے گفتگو کرتے۔

آواز پست رکھنا

قرآنِ مجید نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے آداب کو نہایت واضح اور بامقصد انداز میں بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے حضور آواز پست رکھنے کو محض ایک ظاہری ادب قرار نہیں دیا بلکہ اسے دل کے تقویٰ اور باطنی پاکیزگی سے جوڑ دیا ہے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں اختیار کیا جانے والا طرزِ عمل انسان کے قلبی رجحان، ایمانی کیفیت اور اخلاقی تربیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، ان کے بارے میں قرآن شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ ۔ [11]

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

---

[9] ۔ احمد رضا خان، **فتاوی رضویہ** (لاہور: رضا فاونڈیشن، ۲۰۰۶)، ۱۵ / ۱۶۹

[10] ۔ محمد قاسم القادری، **صراط الجنان** (کراچی، مکتبہ المدینہ ۲۰۱۶)، ۹: ۴۰۴

[11] ۔ القرآن: ۴۹/ ۳

انسان جب روضہ مقدسہ پر حاضری دینے کی سعادت سے بہرور ہو تو وہاں بھی آواز اونچی نہ کرے۔ جہاں حدیثِ پاک کا درس ہو رہا ہو وہاں بھی آواز بلند نہ کرے۔ علمائے ربانیین کی خدمت میں حاضر ہو تو اس وقت بھی چلا چلا کر گفتگو نہ کرے اور اپنے پیر و مرشد سے بھی ادب و احترام ملحوظ رکھے۔[12]

علماء کرام کا واضح موقف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آداب کی حرمت عصر حاضر میں بھی اسی طرح ہے جیسے آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔ چنانچہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

اِنَّ حُرْمَتَهٗ مَيْتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا ۔[13]

یعنی تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم کی عزّت وحُرمت آج بھی اُسی طرح ہے جس طرح حیاتِ ظاہری میں تھی۔

مفتی اَمجد علی اَعظمی رحمۃ اللہ علیہ عصر حاضر میں اسی آیت کی روشنی میں آدابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہیں:

سنہری جالیوں کے سامنے یعنی درمیانی آواز سے سلام پیش کرو، نہ بلند و سخت کہ اُن کے حُضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت یعنی برباد ہو جاتے ہیں۔[14]

صحابہ کرامؓ اور سلف وصالحین بارگاہ نبوی ﷺ کے آداب کو بجالانے میں زرا کوتاہی نہ کرتے تھے اس لیے ہمیں بطور امت ان آداب کا بدرجہ اتم بجالانا ضروری ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو عام لوگوں کی طرح نہ پکارنا

قرآنِ مجید نے حضور نبی کریم ﷺ کے مقام ومرتبہ کو عام انسانوں سے ممتاز قرار دیتے ہوئے امت کو یہ واضح ہدایت دی ہے کہ آپ ﷺ کو عام لوگوں کی طرح نام لے کر یا بے تکلف انداز میں نہ پکارا جائے اور نبی کریم ﷺ کا خطاب، ذکر اور گفتگو ہمیشہ ادب، تعظیم اور وقار کے ساتھ ہونا چاہیے۔ حضور ﷺ کے بارے میں بے احتیاطی یا معمولی انداز اختیار کرنا دراصل مقامِ رسالت کی عظمت سے غفلت کی علامت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ[15]

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

عبداللہ بن عمر البیضاوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تاجدارِ رسالت ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی انہیں ایسے الفاظ کے ساتھ ندا کرنا جائز نہیں جن میں ادب و تعظیم نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حقیر سمجھا وہ کافر ہے اور دنیا وآخرت میں ملعون ہے۔[16]

---

[12] ۔ پیر کرم شاہ الازہری، **تفسیر ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵)، ۴/۵۷۸

[13] ۔ قاضی عیاض، **کتاب الشفا** (بیروت: دار لکتب العلمیہ، س ن)، ۲/۴۱

[14] ۔ محمد امجد علی اعظمی، **بہار شریعت** (کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۸)، ۱/۱۲۲۵

[15] ۔ القرآن: ۲۴/۶۳

[16] ۔ عبداللہ بن عمر البیضاوی، **تفسیر بیضاوی** (بیروت: داراحیاء، س ن) ۴ / ۲۰۳

اس آیت کریمہ کی روشنی میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کو نداء کرنے کا طریقہ یہ بتایا کہ آپ کو آپ کے صفاتی اسماء سے نداء دی جائے اور وہ طریقہ کار نہ اختیار کیا جائے جیسا ہم ایک دوسرے کو آپس میں پکارنے کے لیے اختیار کرتے ہیں اور ذاتی نام لے کر پکارتے ہیں۔[17]

صاحبِ تفسیر ابنِ کثیر اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما فِي قَوْلِهِ تَعَالَى {لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُم بَعْضًا}: كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ : يَا مُحَمَّدُ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَنَهَاهُمُ اللهُ عزوجل عَنْ ذَلِکَ إِعْظَامًا لِنَبِيِّهِ ﷺ، قَالَ : فَقُوْلُوْا : يَا نَبِيَّ اللهِ، يَا رَسُوْلَ اللهِ۔[18]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان {(اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو} کی تفسیر میں فرمایا: بعض لوگ آپ ﷺ کو آپ کے اسم مبارک یعنی یا محمد اور یا ابو قاسم کہہ کر مخاطب کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی عظمت کے اظہار کے لیے ان کو اس طرح پکارنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ (آپ ﷺ کو) یا نبِیَّ اللہ، یارَسُولَ اللہ (کے القاب سے) پکارا کرو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو نداء دینے کے لیے بھی مفسرین واسلاف نے کس قدر آداب کا التزام کیا ہے۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ کے ادب کا بہترین اور پُر اعتدال انداز امام احمد رضا خانؒ نے بیان فرمایا ہے جس سے توحید ورسالت کے مقامات کا فرق بھی واضح ہو جاتا ہے اور امتی کے دل کے جذبات بھی عیاں ہوتے ہیں۔ حدائقِ بخشش میں آپ لکھتے ہیں

پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دِل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے[19]

گویا اس شعر میں آپ نے بارگاہ رسالت کے ادب کو بیان کیا ہے کہ اتنی عالیشان اور مقدس بارگاہ میں دِل سجدے کو بے قرار ہو جاتا ہے لیکن دوسری طرف ازروِ شریعت اور رسول اکرم ﷺ کا حکم کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے کو مقدم رکھا جاتا ہے۔یعنی ایک طرف ادب کا مقام بیان کیا اور دوسری طرف آپ ﷺ کے حکم کے آداب کو بھی تقدیم دے کر اس عظیم بارگاہ کے ادب کو منفرد انداز سے بیان کیا ہے۔

حضور ﷺ سے سبقت لے جانا

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب ﷺ کا ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اجازت کے بغیر کسی قول اور فعل میں اصلاًان سے آگے نہ بڑھنا تم پر لازم ہے کیونکہ یہ آگے بڑھنا رسولِ کریم ﷺ کے ادب واحترام کے خلاف ہے جبکہ بارگاہِ رسالت میں نیاز مندی اور آداب کا لحاظ رکھنا لازم ہے ۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ۔[20]

---

[17]۔ قاضی عیاض، **کتاب الشفاء** (قاہرہ: دار لفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۹ھ)، ۲: ۳۶

[18]۔ حافظ عماد الدین، **ابن کثیر في تفسیر القرآن العظیم** (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۰۹)، 3 / 307

[19]۔ احمد رضا خان، **حدائق بخشش** (کراچی، مکتبہ المدینہ، 2012)، 179

[20]۔ القرآن: ۴۹/ ۱

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو

یہاں جس تقدم یا پیش قدمی سے منع کیا گیا ہے اس میں صرف چلتے ہوئے آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا ہی مراد نہیں بلکہ آپ سے پہلے کوئی فیصلہ کرنا اور آپ کے کسی حکم پر مطمئن نہ ہونا، سب کچھ اس تقدم میں شامل ہے۔ مثلا حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اگر کسی حکم میں رعایت دی گئی ہے تو کوئی یہ کہے کہ اس رعایت پر میرا دل مطمئن نہیں ہوتا تو وہ بھی اس تقدم اور پیش قدمی کے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔

قاضی ثناء اللہ مظہری اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے فیصلے سے پہلے نہ کوئی بات کرو اور نہ کوئی کام کرو۔ ضحاک کہتے ہیں: جہاد اور دینی معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف فیصلہ نہ کرو۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں: اپنے امام اور اپنے باپ سے آگے نہ بڑھو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ امر و نہی میں ان سے عجلت نہ کرو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں رسول کریم ﷺ سے آگے بڑھنے کی نفی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی تعظیم کے لیے ہے اور یہ شعور دلانے کے لیے ہے کہ رسول کریم ﷺ سے آگے بڑھنا دراصل اللہ تعالیٰ سے تقدم کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو وہ مقام رفیع عطا فرمایا ہے کہ آپ کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہے اور آپ سے سوئے ادب کا معاملہ کرنا، دراصل اللہ تعالیٰ سے سوئے ادب کا معاملہ کرنا ہے۔[21]

حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم

قرآنِ مجید نے حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کو محض ایک اخلاقی قدر نہیں بلکہ ایک واضح شرعی حکم کے طور پر بیان کیا ہے۔ جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا احترام ایمان کے تقاضوں میں سے ہے۔ تعظیم سے مراد آپ ﷺ کی ذات، ارشادات، افعال اور تعلیمات کو دل و جان سے عظیم سمجھنا ہے، جبکہ توقیر کا مفہوم یہ ہے کہ قول، فعل اور رویّے میں آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کا مکمل لحاظ رکھا جائے۔ ادبِ رسول ﷺ صرف زبانی احترام تک محدود نہیں بلکہ عملی اطاعت، سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں آداب بجالانے کا نام ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۔ [22]

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

صاحبِ تفسیر خازن اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

یہاں آیت میں تعظیم و توقیر کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یعنی تم اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور توقیر کرو، البتہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرنا ہے۔[23]

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر انتہائی مطلوب اور بے انتہاء اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح پر اپنے حبیب ﷺ کی تعظیم و توقیر کو مقدم فرمایا ہے۔

صحابہ کرام کا بارگاہِ رسالت ﷺ میں آداب

21۔ قاضی محمد ثناء اللہ المظہری، **التفسیر المظہری** (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، س ن)، ۶: ۳۸۸

22۔ القرآن: ۴۸/ ۹

23۔ علی بن محمد بن ابراہیم، **تفسیر خازن** (بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۱۹۹۵)، ۴ / ۱۴۶-۱۴۷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب کا خصوصی التزام فرماتے۔ صحابہ کرام کا اندازِ تعظیم و توقیر دیکھ کر صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے نمائندہ عروہ بن مسعود نے جو ابھی ایمان نہ لائے تھے یہ تاثر پیش کیا تھا گویا یہ اپنے نہیں غیر کا تاثر ہے آپ نے کہا:

اے لوگو خدا کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں بھی پہنچتا ہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی کی دربار میں بھی حاضر ہو چکا ہوں، خدا کی قسم کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم میں نے نہیں دیکھی، جتنی تعظیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے اصحاب کرتے ہیں خدا کی قسم جب کبھی بھی کھنکار پھنکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے، جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے تو وہ اس کی تعمیل کے لیے دوڑتے ہیں، اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لیے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں، اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔[24]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے والہانہ محبت و عقیدت تھی۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ادب و محبت کا انداز اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَالْحَلَاقُ يَحْلِقُهُ وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيْدُوْنَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ۔ [25]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا: حجام آپ ﷺ کے سر مبارک کے بال تراش رہا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے گرد گھوم رہے تھے۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا کوئی ایک موئے مبارک بھی زمین پر گرنے نہ پائے بلکہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آجائے۔"

صحابہ کرام، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو انتہائی انہماک اور یکسوئی کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور ان کی تمام تر توجہ کا مرکز ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتی تھی جیسا کہ حدیث مبارکہ میں بیان ہے:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءوْسِهِم الطَّيْرُ۔[26]

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ کے اصحاب اس طرح تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے جانثار اصحاب، بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے آداب کا نہ صرف خود اہتمام کرتے بلکہ دوسروں کو بھی سختی سے اس پر کاربند کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں مذکور ہے:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی الله عنه قَالَ : كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی الله عنه فَقَالَ : اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ. فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ : مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالَا : مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ : لَوْكُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ۔ [27]

24۔ محمد نور بخش توکلی، **سیرت رسول عربی** (کراچی، مکتبۃ المدینہ، ۲۰۱۴) ص:481

25۔ مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم** (لاہور: شبیر برادرز، ۲۰۰۷)، 4 / 1812، الرقم:2325

26۔ ابو داود سلیمان بن اشعث، **أبو داود في السنن** (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۲)، 4 / 3، الرقم:3855

27۔ محمد بن اسماعیل البخاري، **صحیح بخاری** (لاہور: پروگریسو بکس، ۲۰۱۶) کتاب: الصلاۃ، باب: رفع الصوت في المساجد، 1 / 179، الرقم:458

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے (متوجہ کرنے کے لیے) کنکری ماری۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے (ایک طرف اشارہ کر کے) مجھے فرمایا کہ جاؤ اور ان دو آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں دونوں کو آپ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کون لوگ ہو یا کہاں سے آئے ہو؟ دونوں نے عرض کیا: (ہم) اہل طائف (میں) سے ہیں۔ فرمایا: اگر تم اس شہر (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں بلند آواز (سے گفتگو) کرتے ہو۔

آئمہ سلف نے محبت وادبِ بارگاہِ رسالت ﷺ کی خصوصی تعلیم دی ہے، درس و تدریس، تصانیف اور عملی انداز میں امت کی رہنمائی کی ہے کہ ہر طور بارگاہِ رسالت ﷺ کا ادب واحترام ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ امام قسطلانی بیان کرتے ہیں:

ومن علامات محبته ﷺ تعظيمه عند ذكره، وإظهار الخشوع والخضوع والانكسار مع سماع اسمه، فكل من أحب شيئاً خضع له، كما كان كثير من الصحابة بعد إذا ذكروه خشعوا واقشعرت جلودهم وبكوا، وكذلك كان كثير من التابعين فمن بعدهم يفعلون ذلك محبة وشوقاً وتهيباً وتوقيراً۔[28]

آپ ﷺ کی محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر کرتے وقت اَدب و تعظیم کا خیال رکھا جائے۔ نیز جب آپ ﷺ کا اسم گرامی سنے تو خشوع و خصوع کا اظہار کیا جائے، کیونکہ جو کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے لیے جھک جاتا ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے خشوع و خصوع اختیار کرتے اور ان کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ااور وہ رونے لگتے۔ اسی طرح اکثر تابعین اور ان کے بعد کے لوگ آپ ﷺ کی محبت، شوق اور تعظیم و توقیر کے طور پر ایسا کرتے تھے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بارگارہ رسالت مآب ﷺ کے آداب کا کس قدر التزام فرماتے تھے۔ ان آداب سے دیگر بادشاہوں کے وفود بھی متاثر ہوتے۔ آپ ﷺ کے اصحاب کی محبت کا مرکز و محور حضور اکرم ﷺ کی ذات تھی اور اصحاب کے بعد تابعین اور مابعد آنے والے بھی امتی بھی آپ ﷺ کی ذات سے محبت اور آپ ﷺ کی بارگاہ کے آداب کو اسی طرح بجا لانے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں ہمارا رویہ

عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے لیے مسجد نبوی ﷺ میں جاتی ہے اور اسے اپنی زندگی کی سب سے بڑی سعادت تصور کرتی ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں سے مسلمان شدید قلبی شوق، عشقِ رسول ﷺ اور ایمانی وابستگی کے ساتھ روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں عقیدت، دلوں میں محبت اور زبان پر درود و سلام ہوتا ہے۔ یہ رجحان اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ امتِ مسلمہ کے اجتماعی شعور میں محبتِ رسول ﷺ آج بھی ایک زندہ، متحرک اور مؤثر قوت ہے جو وقت اور تہذیبی تبدیلیوں کے باوجود اسی طرح باقی ہے۔ اور اس سوچ کی نفی کرتا ہے کہ جدید دور نے مسلمانوں کے دلوں سے رسول ﷺ کی محبت کو

28۔ احمد بن محمد القطلانی، المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ (لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۵)، 2 / 496۔

کمزور کر دیا ہے۔ ایک تحقیقی مطالعے میں بتایا گیا ہے کہ ہر سال لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان حج اور عمرہ کے دوران مکہ اور مدینہ آتے ہیں اور ان مقدس مقامات پر عبادات انجام دیتے ہیں

> Managing the massive annual gatherings of Hajj and Umrah presents significant challenges, particularly as the Saudi government aims to increase the number of pilgrims. Currently, around two million pilgrims attend Hajj and 26 million attend Umrah making crowd control especially in critical areas like the Grand Mosque during Tawaf, a major concern[29]-

اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کا عبادت اور زیارت کے لیے مدینہ آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ امت کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت اور ادب آج بھی زندہ ہے۔

اس مثبت صورتِ حال کے ساتھ ساتھ ایک قابلِ توجہ پہلو یہ بھی ہے کہ عصرِ حاضر میں بعض مسلمانوں کے روّیوں میں بارگاہِ نبوی ﷺ کے مطلوبہ آداب سے عملی انحراف واضح طور پر نظر آتا ہے۔ جدید تہذیب، مادیت زدہ ذہنیت اور ڈیجیٹل میڈیا کے غلبے نے مذہبی اعمال کے باطنی مفہوم کو بعض اوقات ظاہری اظہار اور سماجی نمائش تک محدود کر دیا ہے۔ اس کا اثر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری پر بھی پڑا ہے، جہاں بلند آواز گفتگو، غیر ضروری ہجوم سازی، موبائل فون کے بے جا استعمال اور تصاویر و ویڈیوز بنانے میں حد سے زیادہ انہماک جیسے رویّے مشاہدے میں آتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف آدابِ نبوی ﷺ کے منافی ہے بلکہ اس روحانی فضا کو بھی متاثر کرتا ہے جو اس مقدس مقام کا امتیاز ہے۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

تربیتی اور فکری خلا:

ان روّیوں کو محض انفرادی کوتاہی قرار دینا کافی نہیں، بلکہ یہ تربیتی اور فکری خلا کی نشاندہی کرتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں بہت سے مسلمان بارگاہِ رسالت ﷺ کی حاضری سے قبل اس کے شرعی آداب، مقاصد اور اس بارگاہ کے آداب کے تقاضوں سے مکمل آگاہی حاصل نہیں کرتے۔ نتیجتاً حاضری عبادت کے بجائے ایک رسمی اور ثقافتی عمل بن جاتی ہے، جس میں جسمانی موجودگی تو ہوتی ہے مگر قلبی خشوع، عاجزی اور سکون کی وہ کیفیت پیدا نہیں ہو پاتی جو سلفِ صالحین کے ہاں اس حاضری کا بنیادی وصف تھی۔ یہ فکری کمزوری دراصل دینی تعلیم و تربیت کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ ایک تحقیقی مطالعہ میں تربیت پر زور دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ

> Psychological training can help a candidate Jamaah Haji to become a more calm, patient, and empathic Jamaah. This is important because the Hajj Jamaah will face various challenges during Hajj worship, both physical and mental.[30]

نفسیاتی تربیت حج کے امیدوار کو زیادہ پُر سکون، صابر اور ہمدرد بننے میں مدد دے سکتی ہے۔ یہ اس لیے اہم ہے کہ حاجی کو دورانِ حج مختلف قسم کے جسمانی اور ذہنی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

---

29 https://arxiv.org/abs/2501.04911?utm_source=chatgpt.com dated 10-03-2026

30. Ahmed Razak, **Effectiveness of Hajj Psychology Training to Improve Emotional Intelligence Prospective Pilgrims**, Journal of Educational Science and Technology, 10/1 (April, 2024): 54.

حج وعمرہ زائرین کے لیے تربیتی اور فکری خلا کی وجہ سے منفی رویہ جات سامنے آتے ہیں جن کا تدارک بہترین تربیتی اقدامات سے کیا جا سکتا ہے۔

موبائل فون کا بے جا استعمال

عصرِ حاضر میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے آداب کو متاثر کرنے والے عوامل میں موبائل فون کا کثرت سے استعمال، سیلفی لینا اور ویڈیوز بنانے کا رجحان خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ موبائل فون کے بے جا استعمال نے عبادات کو بھی بعض اوقات دکھلاوا، خود پسندی اور سماجی تشہیر کا ذریعہ بنا دیا ہے، جس کے نتیجے میں زائرین کی توجہ حاضری کے روحانی مقصد کے بجائے کیمرے اور اسکرین پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ ایک تحقیق میں حج کے لیے متعارف کروائی جانے والی موبائل ایپس کے بڑھتے ہوئے رجحانات کی وجہ سے لاحق خدشات کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ

> The introduction of 'high-tech' into the Hajj is arguably impacting on the nature of the pilgrims' experience, challenging its fundamental spirituality by transforming it into something more akin to a 'cyber experience', an experience which competes with and jeopardises the principles of the Islamic religious journey of the Hajj with its focus on worship, simplicity and nonostentatious behaviour.[31]

حج میں 'ہائی ٹیک' کے متعارف ہونے سے زائرین کے حج کی نوعیت پر گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، اور اس کی بنیادی روحانیت کو چیلنج کیا جا رہا ہے، کیونکہ یہ ایک "سائبر تجربے" کی شکل اختیار کر رہا ہے، ایسا تجربہ جو حج کے سفر کے اصولوں جس میں عبادت، سادگی اور دکھاوے سے بچنے پر مبنی رویہ شامل ہے، کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اور انہیں خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

سوشل میڈیا پر اکثر ویڈیوز گردش کرتی ہیں جن میں کچھ افراد عجیب وغریب انداز میں سلیوٹ اور سلامی کی ویڈیوز بناتے ہیں اس طرز عمل میں نہ صرف مرد بلکہ عورتیں بھی پردہ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر ایسی ویڈیوز ریکارڈ کرتی ہیں جس کا مقصد صرف دکھلاوا اور تشہیر ہے۔ اذان یا کسی خاص موقع پر تمام افراد کے موبائل ہوا میں بلند نظر آتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف بارگاہِ نبوی ﷺ کے وقار کے منافی ہے بلکہ ادبِ رسول ﷺ کے اس بنیادی اصول سے بھی متصادم ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ حاضری کے وقت دل، نگاہ اور توجہ مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور درود وسلام کی طرف متوجہ ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری کے دوران بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب کو اختیار کیا جائے تاکہ اس مقدس موقع کا حقیقی روحانی فیض حاصل کیا جا سکے۔

اجتماعی نظم وضبط اور باہمی حقوق کی پامالی

عصرِ حاضر میں بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری کے دوران اجتماعی نظم وضبط اور باہمی احترام کے مسائل بھی نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔ بعض زائرین اپنی انفرادی عبادت یا ذاتی جذبات کو اجتماعی آداب پر ترجیح دیتے ہیں، مثلاً ریاض الجنۃ میں نوافل کے لیے مقررہ وقت سے زیادہ قیام کرنا، مواجہہ شریف پر حاضری کے وقت آگے بڑھنے کی جستجو میں دیگر افراد کے ساتھ دھکم پیل کرنا، کھانے پینے کی اشیاء کے پیچھے بھاگنا اور ضرورت سے زیادہ جمع کرنا۔ ان امور کے نتیجے میں بے صبری، دھکم پیل اور دوسروں کے لیے اذیت کا سبب بننے جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ یہ رویّے اسلامی

[31] .Qurashi, Jahanzeeb and Sharpley, Richard A، **"The Impact of SMART Media Technologies (SMT) on the Spiritual Experience of Hajj Pilgrims,"** International Journal of Religious Tourism and Pilgrimage: Vol. 6/6 (Dec, 2018): 34.

تعلیمات کے اس بنیادی اصول کے منافی ہیں جس میں ایثار، تحمل، صبر اور باہمی احترام کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری کا تقاضا یہ ہے کہ فرد اپنی خواہش کو اجتماع کے ادب پر قربان کرے، نہ کہ اس کے برعکس۔

علمی شعور اور تربیت کا فقدان

اگرچہ عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری محبت اور عقیدت سے خالی نہیں، تاہم اسے علمی شعور، دینی تربیت اور آدابِ نبوی ﷺ کی عملی آگاہی کے ذریعے مزید بامقصد بنانے کی شدید ضرورت ہے۔ حاضری کو محض جذباتی وابستگی یا رسمی عمل کے بجائے ایک شعوری عبادت کے طور پر سمجھنا ناگزیر ہے، جس میں ظاہری نظم، باطنی خشوع اور سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی یکجا ہوں۔ جب تک مسلمانوں کے رویّے علم، شعور اور اتباعِ سنت کی بنیاد پر تشکیل نہیں پائیں گے، اس حاضری کے حقیقی روحانی، اخلاقی اور اصلاحی ثمرات پوری طرح حاصل نہیں ہو سکیں۔

نتائج

- بارگاہِ رسالت ﷺ میں تربیت یافتہ افراد مثبت رویہ کے ساتھ ادب، تواضع، خشوع اور صبر کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرتے ہیں۔
- تربیت کے فقدان کی وجہ سے بعض افراد میں بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب میں سستی، شور وغل، غیر ضروری گفتگو کرنا، موبائل فون کا بے جا استعمال، اور باہمی حقوق کی پامالی جیسی عادات دیکھی گئی ہیں، جو اجتماعی نظم وضبط کو متاثر کرتی ہیں۔
- بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے آداب کی عملی تربیت اور فکری رہنمائی میں واضح خلاء موجود ہے، جس کی وجہ سے نوجوان نسل میں علمی شعور اور آداب کے پہلوؤں کی کمی پائی جاتی ہے۔
- علمی شعور اور تربیت کے فقدان کی وجہ سے اس مقدس بارگاہ کے آداب کی حقیقی روح اور اخلاقی اثرات مکمل طور پر محسوس نہیں کیے جا رہے۔
- اجتماعی نظم وضبط اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب کی عملی افادیت کے لیے لازمی ہے، اور اس میں کمی ماحول کی تقدس کو متاثر کرتی ہے۔
- مجموعی طور پر، آداب کی بجاآوری اور موثر تربیت زائرین کے مثبت رویے کی صورت میں روحانی اور اجتماعی فوائد کا باعث بنتے ہیں، جبکہ تربیتی وفکری خلا، جدید ثقافتی اثرات، اور موبائل فون کا غیر موزوں استعمال ان آداب کی پاسداری میں رکاوٹ ہیں۔

سفارشات

حاضری سے قبل علمی ودینی آگاہی کی منظم فراہمی

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کو بامقصد بنانے کے لیے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ زائرین کو حاضری سے قبل آدابِ نبوی ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے حج وعمرہ کے تربیتی پروگراموں، مساجد، دینی مدارس اور اسلامی مراکز میں خصوصی دروس اور تربیتی سیشنز منعقد کیے جائیں، جن میں حاضری کے ظاہری اور باطنی آداب کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ تحقیقی اعتبار سے یہ اقدام باادب حاضری کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔

علما، خطبا اور اساتذہ کا مؤثر تربیتی کردار

علما، خطبا اور اساتذہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ادبِ رسول ﷺ کو محض جذباتی موضوع کے بجائے ایک مستقل دینی و اخلاقی قدر کے طور پر پیش کریں۔ خطباتِ جمعہ، دروسِ حدیث اور تعلیمی نصاب میں بار گاہِ نبوی ﷺ کے آداب کو باقاعدہ شامل کیا جائے، تاکہ مسلمانوں میں یہ شعور پیدا ہو کہ ادبِ رسول ﷺ ایمان کے کمال اور دینی شعور کی علامت ہے۔ اساتذہ کا کردار خاص طور پر اس لیے اہم ہے کہ وہ نئی نسل کی فکری تشکیل میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

حاضری کو رسمی عمل کے بجائے باادب عبادت بنانے کی ضرورت

ایک اہم اصلاحی پہلو یہ ہے کہ بار گاہِ رسالت ﷺ میں حاضری کو محض ایک رسمی، ثقافتی یا سیر و تفریح سمجھنے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ زائرین کو یہ احساس دلایا جائے کہ یہ حاضری ایمان کی تجدید، اصلاح اور سنتِ نبوی ﷺ سے عملی وابستگی کا ذریعہ ہے۔ جب تک حاضری کو ادب کے طور پر نہیں اپنایا جائے گا، اس کے حقیقی روحانی اور تربیتی اثرات حاصل نہیں ہو سکیں گے۔

اجتماعی نظم، سکون اور باہمی احترام کے فروغ پر زور

اس امر پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے کہ بار گاہِ نبوی ﷺ میں حاضری کے دوران اجتماعی نظم و ضبط، خاموشی اور باہمی احترام کو یقینی بنایا جائے۔ زائرین کو یہ تعلیم دی جائے کہ اپنی انفرادی عبادت یا جذبات کو اجتماعی آداب پر ترجیح دینا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ تحمل، صبر، ایثار اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا خود آدابِ نبوی ﷺ کا حصہ ہے اور یہی حاضری کے حسن کو دوبالا کرتا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کے محتاط استعمال کی رہنمائی

عصرِ حاضر میں موبائل فون اور سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے استعمال کے پیشِ نظر یہ ضروری ہو چکا ہے کہ زائرین کو ان کے استعمال کے آداب سے بھی آگاہ کیا جائے۔ تصاویر اور ویڈیوز بنانے میں حد سے زیادہ انہماک کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اس بات پر زور دیا جائے کہ بار گاہِ رسالت ﷺ کی حاضری نمائش نہیں بلکہ توجہ، خاموشی اور قلبی وابستگی کا تقاضا کرتی ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں غیر اخلاقی حرکات سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ یہ اصلاحی اقدام جدید دور کے چیلنجز کے تناظر میں نہایت اہم ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ اور سلفِ صالحین کے طرزِ عمل کو نمونہ بنانا

اصلاحی عمل کو مؤثر بنانے کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ اور صحابۂ کرام و سلفِ صالحین کے طرزِ عمل کو بطور نمونہ پیش کرنا نہایت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ تاریخی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بار گاہِ نبوی ﷺ میں کس قدر خشوع، ادب اور سکون کے ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ ان مثالوں کو سامنے رکھ کر مسلمانوں میں عملی تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے، جو محض نصیحت سے زیادہ دیرپا اثر رکھتی ہے۔

علم، شعور اور عمل کا امتزاج

ان تجاویز کا مجموعی مقصد یہ ہے کہ بار گاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کو علم، شعور اور عمل کے امتزاج کے ساتھ انجام دیا جائے۔ جب زائرین ان آداب سے واقف ہوں گے، سیرتِ نبوی ﷺ کو اپنا عملی نمونہ بنائیں گے اور اجتماعی نظم و احترام کو ملحوظ رکھیں گے تو یہ حاضری محض ایک سفر نہیں بلکہ ایمان کی تجدید اور اخلاقی اصلاح کا مستقل ذریعہ بن جائے گی۔ یہی وہ اصلاحی سمت ہے جو امتِ مسلمہ کو بار گاہِ نبوی ﷺ کے حقیقی تقاضوں سے ہم آہنگ کر سکتی ہ

مصادر ومراجع

1. القرآن
2. محمد بن اسماعیل البخاري، صحیح بخاری (لاہور: پروگریسو بکس، ۲۰۱۶)
3. مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم (لاہور: شبیر برادرز، ۲۰۰۷)
4. محمد بن یزید القزویني، سنن ابن ماجہ (بیروت: دارالجمیل، ۱۹۹۸)
5. ابوداود سلیمان بن اشعث، آبوداود في السنن (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۲)
6. امام مالک بن انس، موطا امام مالک (لاہور: ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، ۲۰۰۳)
7. عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی، سنن داري (لاہور: اسلامی اکادمی، سن)
8. حافظ عماد الدین، ابن کثیر في تفسیر القرآن العظیم (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۰۹)
9. عبداللہ بن عمر البیضاوی، تفسیر بیضاوی (بیروت: داراحیاء، سن)
10. قاضی محمد ثناء اللہ المظہری، التفسیر المظہری (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، س ن)
11. علی بن محمد بن ابراہیم، تفسیر خازن (بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۱۹۹۵)،
12. پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵)
13. محمد قاسم القادری، صراط الجنان (کراچی، مکتبہ المدینہ، ۲۰۱۶)
14. احمد بن محمد القسطلاني، المواهب اللّدنّيّة بِالْمنحِ الْمحمّديّة (لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۵)
15. قاضی عیاض، کتاب الشفاء (قاہرہ: دار لفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۹ھ)
16. قاضی عیاض مالکی، کتاب الشفا (لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۹۹۷)
17. قاضی عیاض مالکی، کتاب الشفا (بیروت: دار لکتب العلمیہ، سن)
18. احمد رضا خان، فتاوی رضویہ (لاہور: رضا فاونڈیشن، ۲۰۰۶)
19. احمد رضا خان، حدائق بخشش (کراچی، مکتبہ المدینہ، 2012)
20. محمد امجد علی اعظمی، بہار شریعت (کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۰۸)
21. مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات (لاہور: فیروز سنز، ۲۰۱۰)
22. محمد نور بخش توکلی، سیرت رسول عربی (کراچی، مکتبۃ المدینہ، ۲۰۱۴)
23. https://arxiv.org/abs/2501.04911?utm_source=chatgpt.com dated 10-03-2026
24. Ahmed Razak, Effectiveness of Hajj Psychology Training to Improve Emotional Intelligence Prospective Pilgrims, Journal of Educational Science and Technology, 10/1 (April, 2024): 54.
25. Qurashi, Jahanzeeb and Sharpley, Richard A. "The Impact of SMART Media Technologies (SMT) on the Spiritual Experience of Hajj Pilgrims," International Journal of Religious Tourism and Pilgrimage: Vol. 6/6 (Dec, 2018): 34.